کے تلوے نہ زمین پہ چلتے چل نظر آئے آنکھون مین جیسے تل
مری داد دیوے نہ تا خدا کہون مین نہ روؤن تو کیا کرون

جو مین روز و شب نہ روا کرون تو بہت مین شغلہ کیا کرون
جنہین دیکھ نور نظر فزون ہو جہان مین سو ہوے غرق خون
جو امید آنکھون سے یہ رکھون کہ کچھ اور اُنھونسے مین کام لون
مری داد دیوے نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

فلک ایسی یہ جفا کرے جسے غم مرا سا رہا کرے
پس مرگ وہ بھی روا کرے اگر اُسکی گل سے بنا کرے
سبو پہ سبو تو رسا کرے یہی ماتی اُس کی صدا کرے
مری داد دیوے نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

غرض اب مین کیا کرون **سودا** اس الم کا اگر ترے بیان
کہ زمین سے تا بہ آسمان سبھی پیٹتے تھے سر انس و جان
پدر آگے فاطمہؑ جن زمان کہین تھین بدیدۂ خونفشان
مری داد دیوے نہ تا خدا کہو مین نہ روؤن تو کیا کرون

مرثیہ مخمس ترکیب بند

کیا مین صبح جو با چشم اشکبار افسوس
کہا کسی نے کیا کیون تو ہوکے زار افسوس
مین بولا اس لیے کرتا ہون رو کے یہ افسوس
نہال عمر کہ برگش غم ست و بار افسوس
اگر بگریہ نشد سبز صد ہزار افسوس

وہ بولا تخم عمل چاہیے جس طرح سے بو
تو سبز ہونے سے اسکے امید دل سے نہ کھو
مین ایک بات بتاؤن کہ سبز ہووے ہو
غم حسین مین جتنا تو رو سکے سے رو
سحر سے شام تلک کرے لاکھ بار افسوس

اگرچہ خانۂ دنیا مین ہے سراپا غم
دلے رکھے ہے تفاوت بہت ز غم تا غم
عزیز کیا کہون تجھسے مین ہے یہ کیسا غم
نبی کی آل کا اولاد مرتضے کا غم
جنھون کے غم سے رکھین دشت و کوہسار افسوس

کون زرو سے کتب بھتے جا نگداز سخن
اسیر قتل کے بعد از جو ہوے اہل کفن
بسوے شام چلے لٹ لٹا کے عریان تن
کہاں یہ سر بفلک کر لہو سے بھر کے بدن
امید تجھسے ہمیں یہ تھی روزگار افسوس

ہمارے واسطے خدمت سے تو ہوا تھا خلق
دیا حق اور دون کو تو نے ہمارا کاٹ کے حلق
ہمارے تن پہ نہ غارت گرون نے چھوڑا دلق
نبی کی آل کے دلکا خوش آیا تجکو قلق
ہوا یہ ظلم تجھسے ہم پہ ناگوار افسوس

جب اُس جگہ سے ہوا انکا قتلگہ پہ گذر
گئی ہر ایک کی تب سوے عرش آہ جگر
نظر جو آگئی زین العباد کو نعش پدر
اور اُسکے نعش پدر پہ نظر نہ آیا سر
یہ بولا اُس تن بے سر کے لگ کنار افسوس

تو خاک و خون میں پڑا کیون ہی چھوڑ کر ڈیرا
میں تیرے سر کے تصدق کہاں ہی سر تیرا
غم یتیمی نے دلکو مرے بہت گھیرا
یہ کاش کاٹتے تجھ سر کے بدلے سر میرا
جیوں میں یوں تو مرے ای بزرگوار افسوس

ترے سرہانے جو فرصت ہو بیٹھ رو دوں میں
غبار تن کا ترے آنکھوں سے دھو دوں میں
جی اپنا مجھ کنے ہتیار ہو تو کھو دوں میں
ترے قدم تلے تیری طرح سے سو دوں میں
میں کیا کروں نہیں میرا کچھ اختیار افسوس

بجز خدا کے یہ بندہ دکھ اپنا کس سے کہے
اگر ہیاؤ تیرا ہو دکھ مرا تو وہ نہ سہے
میں اور دیکھوں کہ پیکر سے تیری خون بہے
ترے بدن پہ ترا سر نہ تیغ کین سے رہے
الم نیا دیکھوں تن اپنے پہ برقرار افسوس

دکھ اپنے دلکا کہوں کس سے ای پدر ہیہات
کوئی رہا ہی کہوں جس سے سوز دلکی بات
کٹی گی کس طرح اس داغ سے مری اوقات
ہے قریب ترے قتلگہ سے آب فرات
نہ تیرے حلق میں پانی کی ہو پہنچی دھار افسوس

یہ زخم ناوک دل دوز ہیں ترے تن پر
کہ نہ فلک پہ نہ ہونگے اس قدر اختر
جگہ کوئی نہیں ثابت جدھر پڑی ہی نظر
میں دیکھوں جیتے جی اپنے ترا یہ حال پدر
کہ تجھ بدن سے ہو پیکان تیر پار افسوس

ہوئی ہی کس پہ مصیبت یہ زیر چرخ کہن
کہ بعد مرگ کیا ہو نہ اُسکو دفن و کفن

یہ گرد خاک میں لوہو بھرا پڑا ہے بدن   بتا مجھے تجھے یوں کیونکہ دیکھیں میرے نین
کہ تیرے تن پہ کفن کا نہیں ہے تار افسوس

ترا تو ای پدر اس دشت میں ہے یہ کچھ حال   دکھاویں کس کو گذرتا ہے ہم پہ جو احوال
کرے ہر طرح کی آفت ہمارے ہے دنبال   عجب طرح کی مصیبت میں ہیں تری اطفال
ز شامیان ستم پیشہ نابکار افسوس

ترا تو دشت میں جوں گوسپند کاٹ کے سر   رکھا ہے آج کے دن ظالموں نے نیزے پر
پھرے ہیں دختری عترت کو ڈھونڈھتے گھر گھر   نہ منھ پہ انکے ہے معجر نہ سر پہ ہے چادر
کریں ہیں یہ عمل امت کے دیندار افسوس

تھے اس طرح کی جفا کے یہ لوگ کب قابل   کہ ان پہ جور کریں یاں تلک یہ سنگین دل
ہوے ہیں پشت پہ اونٹوں کی جبیں انکے بل   گراں جہاں کھینچے کو ہر منزل
مریض جیسے کہ دیں ہاتھ میں مہار افسوس

ہمیں لیے ہوے اسطرح شام جاتے ہیں   اب آگے دیکھیے کیا کیا ستم دکھاتے ہیں
اودھر سے جیتے جی اپنے ادھر کو آتے ہیں   وہیں کی خاک میں یا جاکے ہم سماتے ہیں
اگر یوں ہی ہے نصیبوں میں تو ہزار افسوس

اب آرزو ہے یہی دل میں بس مرا جو چلے   اودھر سے پھر کے گروں میں ترے قدم کے تلے
وگرنہ جاؤں میں کس طرح منھ سے خاک ملے   کٹا کے اپنے عزیزوں کے اس جگہ پہ گلے
کرے تھا حرف یہ کہہ کہہ کے بار بار افسوس

غرض کہ رو رو یہ کہتے تھے حضرت سجاد   پدر کی لاش پہ با آہ و نالہ و فریاد
زمان گردش گردون دون بد بنیاد   حرم کو لے گئے تا شام با دل ناشاد
اب آگے کیا کہوں میں تف بروزگار افسوس

جو کربلا میں بلا کا ہوا ہے ان پہ گذار   زبان وہ کونسی ہے جس سے اسکا ہو اظہار
محبت انکی نے پایا ہے جس کے دل میں قرار   یہ چاہیے کہ بہ تعداد برگ ہر اشجار
اب انگشت وہ کرے حیف و بیشمار افسوس

بیان تمام ہو سودا اب تو اس غم کا   جو اتفاق کرے ناطقہ دو عالم کا
یہ ذکر ہے شہ کون و مکان کے ماتم کا   اب آگے دو ادب سے ہی مارتا دم کا